مختصر سیرت خلفائے راشدین

(مختلف علماء کرام کے کلام سے)

www.KitaboSunnat.com

مصدر : مختلف مصادر

مترجم: طارق علي بروهي

توحید خالص
www.tawheedekhaalis.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مختصر سیرت خلفائے راشدین

مختلف علماء کرام کے کلام سے

ترجمہ وترتیب: طارق علی بروہی

مصدر: مختلف مصادر

پیشکش: توحیدِ خالص ڈاٹ کام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مختصر سیرت خلیفۂ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

نام: عبداللہ

نسب: عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی التیمی۔ آپ کا سلسلۂ نسب آٹھویں پشت میں مرہ بن کعب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے۔

کنیت: ابو بکر

آپ رضی اللہ عنہ دور جاہلیت میں بھی اعلی واشرف خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور معاشرے میں آپ کا بڑا مقام تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ انساب عرب کے علم کے بڑے ماہر بھی تھے۔

القاب:

عتیق (جس کے کئی معانی کیے گئے ہیں حسین وجمیل، خیر وبھلائی والا، اللہ تعالی کا آزاد کردہ وغیرہ)۔

صدیق (تصدیق کرنے والے کیونکہ مردوں میں سے سب سے پہلے آپ ہی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق فرمائی، اور واقعۂ معراج بھی مشہور ہے جب لوگوں میں سے بعض مرتد ہوگئے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آکر پوچھا کہ تم اس بات کی بھی تصدیق کروگے کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم راتوں رات بیت المقدس سے ہوکر واپس پھر مکہ اپنے گھر پہنچ گئے؟! تو آپ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"لَئِنْ كَانَ قَالَ ذٰلِكَ لَقَدْ صَدَقَ ۔۔۔ فَلِذٰلِكَ سُمِّيَ أَبُوبَكْرٍ الصِّدِّيقَ "[1]

(اگر ایسا آپ ﷺ نے فرمایا ہے تو سچ ہی فرمایا ہے۔۔۔ اسی لیے آپ رضی اللہ عنہ کو ابو بکر صدیق کہا جاتا ہے)۔

خود اللہ تعالی نے آپ رضی اللہ عنہ کو صدیق کے لقب سے پکارا:

﴿وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾ (الزمر:33)

(اور وہ شخص جو سچ لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ متقی ہیں)

اس کی تفسیر میں آتا ہے کہ: جو سچ لے کر آئے وہ نبی کریم ﷺ ہیں اور جس نے تصدیق کی اس سے مراد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

اور نبی کریم ﷺ نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کو صدیق کے لقب سے نوازا چناچہ صحیح بخاری میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ احد پہاڑ پر چڑھ رہے تھے اور آپ کے ہمراہ سیدنا ابو بکر، عمر و عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے تو وہ ہلنے لگا، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"اثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ"[2]

(اے احد تھم جا کیونکہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہداء ہیں)۔

اسی طرح سے آپ رضی اللہ عنہ کو آپ کی نرم دلی کی وجہ سے "الأوّاہ" بھی کہا جاتا تھا۔

اور اس آیت ﴿وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى﴾ (اللیل:17) میں "اتقی" بھی کہا گیا۔

ولادت: عام الفیل کے ڈھائی سال بعد آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی۔

ہیئت وصورت: آپ رضی اللہ عنہ صاف رنگ، نحیف جسم، قدوقامت معتدل تھا، ہلکے رخسار، آنکھیں دھنسی ہوئیں اور پیشانی ابھری

---

[1] مستدرک حاکم ج3 ص60-63، سلسلہ صحیحہ 306 حدیث متواتر۔

[2] صحیح بخاری 3675۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئی تھی۔ آپ اپنے سفید بالوں میں مہندی اور کتم (ایک قسم کی گھاس) لگایا کرتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل: آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل اور کارنامے تو بے شمار ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کے سب سے افضل ترین شخص ہیں۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ"[3]

(ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی لوگوں میں سے سب سے بہترین قرار دیتے تھے سیدنا ابو بکر کو، پھر عمر بن خطاب کو پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم کو)۔

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا تھا اتنے میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا کپڑا اٹھائے ہوئے آئے اس طرح کہ آپ کا گھٹنا دکھائی دے رہا تھا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ضرور تمہارے ساتھی (یعنی ابو بکر) کا کسی سے جھگڑا ہوا ہے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سلام کیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے اور ابن خطاب کے مابین کچھ ناچاکی ہوگئی، میں نے انہیں ناراض کردیا پھر اپنے کیے پر میں نادم ہوا اور ان سے معافی بھی طلب کی لیکن انہوں نے معاف کرنے سے انکار کردیا۔ میں اسی بارے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا:

"يَغْفِرُ اللهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ"

(اے ابو بکر اللہ تعالی تمہاری بخشش فرمائے)۔

پھر دوسری طرف سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے اس رویے پر ندامت ہوئی تو وہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے، ان کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ وہ گھر میں نہیں ہیں، پھر وہاں سے سیدھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ بھی حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ انور غصے کے سبب متغیر ہوا جارہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت دیکھ کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سہم گئے اور اپنے دونوں گھٹنے ٹیک کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے اور عرض کی کہ: یارسول اللہ! واللہ میری ہی طرف سے زیادتی ہوئی ہے۔ آپ

---

[3] صحیح بخاری 3655۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ نے ایسا دو بار فرمایا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”إِنَّ اللهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: صَدَقَ وَوَاسَانِي بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوا لِي صَاحِبِي مَرَّتَيْنِ فَمَا أُوذِيَ بَعْدَهَا“[4]

(بے شک اللہ تعالی نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا تو تم لوگوں نے کہا کہ میں جھوٹ بولتا ہوں۔ جبکہ ابو بکر نے کہا: آپ سچے ہیں۔ اور اپنی جان ومال سے میرا ساتھ دیا۔ تو کیا تم میری خاطر میرے صحابی کو نہیں چھوڑ سکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا دو بار فرمایا۔ اس کے بعد پھر کبھی آپ رضی اللہ عنہ کو کسی کی طرف سے اذیت نہیں پہنچی)۔

مردوں میں سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور ہر بات کی تصدیق فرمائی۔ پوری مکی زندگی میں بھی ساتھ رہے اور ہر قسم کی اذیت و آزمائش کا ان کے ساتھ مل کر خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع فرمایا، پھر سفر ہجرت میں بھی آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک سفر رہے۔ اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے اور حکیمانہ مفید مشورے دیا کرتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کے موقع پر دو میں کے دوسرے تھے جب انہوں نے غار میں پناہ لے رکھی تھی۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا﴾ (الانفال:40)

(اگر تم ان کی مدد نہ کرو تو بلاشبہ اللہ نے ان کی مدد کی، جب انہیں کافروں نے نکال دیا، جبکہ وہ دو میں دوسرے تھے، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے غم نہ کر، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے)

اللہ تعالی نے اس آیت میں آپ رضی اللہ عنہ کو ”صحابی“ فرمایا۔ اور امام سہیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”دیکھیں کیسے اللہ تعالی نے فرمایا: غم نہ کر۔ یہ نہیں کہا کہ: ڈریں نہیں۔ کیونکہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں

---

[4] صحیح بخاری 3661۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

زیادہ غم تھا جس نے انہیں اپنے نفس کے خوف تک سے بے پرواہ کر دیا تھا"۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جب غار میں تھا تو میں نے مشرکین کے قدموں کے آثار دیکھے اور عرض کی: یارسول اللہ! اگر ان میں سے کسی نے بھی اپنا قدم اٹھایا تو وہ ہمیں دیکھ ہی لے گا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللهُ ثَالِثُهُمَا"[5]

(تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے کہ جن کا تیسرا (رفیق و مددگار) اللہ ہو)۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اس ایک رات کو پوری آل عمر سے بہتر وافضل کہتے تھے۔

ہجرت کے موقع پر تو وہ اپنا سارا مال ہی فی سبیل اللہ اٹھا لائے تھے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا تو اتفاقاً میرے پاس اس وقت مال تھا تو میں نے سوچا کہ اگر کسی دن میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پر سبقت لے جا سکتا ہوں تو وہ آج ہی کا دن ہے۔ فرماتے ہیں تو میں اپنا نصف مال لے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے کہا: اسی کے جتنا۔ جبکہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس جو کچھ تھا وہ سب کا سب لے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللهَ وَرَسُولَهُ، قُلْتُ: وَاللهِ لَا أَسْبِقُهُ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا"[6]

(ان کے لیے اللہ تعالی اور اس کا رسول چھوڑا ہے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں کبھی بھی ان سے کسی چیز میں سبقت نہیں لے جا سکتا)۔

آپ رضی اللہ عنہ ان خلفائے راشدین میں سے پہلے ہیں کہ جن کی سنت کی پیروی کا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فرمان میں حکم فرمایا

[5] صحیح بخاری 4663، صحیح مسلم 2383۔
[6] صحیح ترمذی 3675۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے:

”عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ مِنْ بَعْدِي تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ، وَكُلَّ ضَلاَلَةٍ فِي النَّارِ “[7]

(تمہیں چاہیے کہ میری سنت اور میرے بعد میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، اس سے تمسک اختیار کرو اور اسے جبڑوں کے ساتھ مضبوطی سے تھامے رہو، اور تم (دین میں) نئے نئے کاموں سے بچو، کیونکہ (دین میں) ہر نیا کام بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی کا ٹھکانہ (جہنم کی) آگ ہے)۔

خلافت: مسلمانوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو بلاتنازع کے قبول کیا اور آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہلائے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اشارے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے واضح طور پر ظاہر ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض وفات میں مبتلا تھے تو خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ نماز کی امامت کا حکم ارشاد فرمایا کہ:

”مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ فَصَلَّى۔۔۔“[8]

(ابو بکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، پس ابو بکر نکلے اور لوگوں کو نماز پڑھانا شروع کی۔۔۔)۔

صحابہ کرام کہا کرتے تھے کہ ہم کیوں اسے اپنی دنیا کا امام نہ بنائیں کہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین میں ہمارا امام بنایا۔ یعنی آپ رضی اللہ عنہ کو نماز کی امامت کا حکم دیا تھا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں مجھ سے فرمایا:

”ادْعِي لِي أَبَا بَكْرٍ أَبَاكِ، وَأَخَاكِ، حَتَّى أَكْتُبَ كِتَابًا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَمَنَّى مُتَمَنٍّ، وَيَقُولُ قَائِلٌ أَنَا أَوْلَى، وَيَأْبَى اللهُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ“[9]

---

[7] صحیح ترمذی 2676 وغیرہ۔

[8] صحیح بخاری 664، صحیح مسلم 419۔

[9] صحیح مسلم 2389۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(میرے لیے اپنے والد ابو بکر اور اپنے بھائی کو بلواؤ تا کہ میں ان کے لیے کچھ لکھ دوں۔ کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے، یا کہنے والا کہنے لگے کہ میں زیادہ حقدار ہوں، حالانکہ اللہ تعالی اور مومنین ابو بکر کے اولین حقدار ہونے کے سوا راضی نہیں)۔

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بعد میں بھی آنے کا فرمایا۔ اس پر اس نے عرض کی: اگر اگلی دفعہ میں آؤں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پاؤں تو؟ گویا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر کر رہی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ“[10]

(اگر تم مجھے نہ پانا تو ابو بکر کے پاس چلی جانا)۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کی اقتداء کا حکم ارشاد فرمایا کہ:

”اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ“[11]

(میرے بعد ابو بکر و عمر کی اقتداء کرنا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت میں پہلا حج قافلہ روانہ فرمایا تھا۔

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور دریافت کیا کہ:

”أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ ؟قَالَ: عَائِشَةُ، فَقُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ، فَقَالَ: أَبُوهَا“[12]

(لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب شخصیت آپ کے نزدیک کونسی ہے؟ فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا، پھر دریافت کیا کہ مردوں میں سے، فرمایا: ان کے والد (یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ))۔

---

[10] صحیح بخاری 3659، صحیح مسلم 2388۔
[11] صحیح ترمذی 3662۔
[12] صحیح بخاری 3662، صحیح مسلم 2387۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب کرنے کے لیے منبر پر بیٹھے اور فرمایا:

”إِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ، وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ، فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ، وَقَالَ: فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا فَعَجِبْنَا لَهُ، وَقَالَ النَّاسُ: انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ وَهُوَ، يَقُولُ: فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ أَعْلَمَنَا بِهِ، وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبَا بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ إِلَّا خُلَّةَ الْإِسْلَامِ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةُ أَبِي بَكْرٍ“[13]

(اپنے ایک نیک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ دنیا کی نعمتوں میں سے جو وہ چاہے اسے اپنے لیے پسند کرلے یا جو اللہ تعالیٰ کے یہاں ہے (آخرت میں) اسے پسند کرلے۔ اس بندے نے اللہ تعالیٰ کے ہاں ملنے والی چیز کو پسند کرلیا۔ اس پر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ (ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) ہمیں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس رونے پر حیرت ہوئی، بعض لوگوں نے کہا اس بزرگ کو دیکھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نعمتوں اور جو اللہ کے پاس ہے اس میں سے کسی کے پسند کرنے کا اختیار دیا تھا اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ لیکن (حقیقت یہ ہے کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ان دو چیزوں میں سے ایک کا اختیار دیا گیا اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ اس بات سے واقف تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی صحبت اور مال کے ذریعہ مجھ پر احسان کرنے والے ابو بکر ہیں۔ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بنا سکتا تو ابو بکر کو بناتا البتہ اسلامی رشتہ ان کے ساتھ کافی ہے (یعنی یہ بڑا عظیم رشتہ ہے)۔ مسجد (نبوی) میں کوئی دروازہ اب کھلا ہوا باقی نہ رکھا جائے سوائے ابو بکر کے گھر کی طرف کھلنے والے دروازے کے)۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ فِي سَبِيلِ اللهِ دُعِيَ مِنْ أَبْوَابٍ يَعْنِي الْجَنَّةَ يَا عَبْدَ اللهِ هَذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ

---

[13] صحیح بخاری 3904۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ وَبَابِ الرَّيَّانِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا عَلَى هَذَا الَّذِي يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، وَقَالَ: هَلْ يُدْعَى مِنْهَا كُلِّهَا أَحَدٌ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ"[14]

(جو کوئی کسی بھی چیز کے جوڑے فی سبیل اللہ خرچ کرے گا تو اسے دروازوں میں سے یعنی جنت کے دروازوں میں سے پکارا جائے گا اے اللہ کے بندے یہ بہتر ہے (یہاں آ)۔ پس جو کوئی اہل نماز ہو گا اسے بابِ نماز سے پکارا جائے گا، جو کوئی اہل جہاد ہو گا اسے بابِ جہاد سے پکارا جائے گا، جو کوئی اہل صدقہ ہو گا اسے بابِ صدقہ سے پکارا جائے گا، جو کوئی اہل روزہ ہو گا اسے بابِ صیام اور باب الریان سے پکارا جائے گا، اس پر ابو بکر نے فرمایا: جس شخص کو ان تمام ہی دروازوں سے بلایا جائے گا پھر تو اسے کسی قسم کا خوف باقی نہیں رہے گا اور پوچھا کیا کوئی شخص ایسا بھی ہو گا جسے ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم بھی انہیں میں سے ہو گے اے ابو بکر!)۔

نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا تو اپنے والدین کو اسی دین اسلام کا پیروکار پایا۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا جب رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں صبح و شام دونوں وقت تشریف نہ لاتے ہوں۔ پھر جب مسلمانوں کو بہت زیادہ تکلیف ہونے لگی تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرتِ حبشہ کا ارادہ کیا۔ جب آپ برک غماد پہنچے تو وہاں آپ کی ملاقات قارہ کے سردار مالک ابن الدغنہ سے ہوئی۔ اس نے پوچھا، ابو بکر! کہاں کا ارادہ ہے؟ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے۔ اور اب تو یہی ارادہ ہے کہ اللہ کی زمین میں سیر کروں اور اپنے رب کی عبادت کرتا رہوں۔ اس پر مالک بن الدغنہ نے کہا کہ:

"فَإِنَّ مِثْلَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ، إِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ، فَأَنَا لَكَ جَارٌ ارْجِعْ وَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبَلَدِكَ"

(آپ جیسا انسان (اپنے وطن سے) نہیں نکل سکتا اور نہ اسے نکالا جا سکتا ہے۔ کہ آپ تو محتاجوں کے لیے کماتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، مجبوروں کا بوجھ اپنے سر لیتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، اور حادثوں میں حق بات کی مدد کرتے ہیں۔ آپ کو میں امان دیتا ہوں۔ آپ چلیے اور اپنے ہی شہر میں اپنے رب کی عبادت کیجئے)۔

---

[14] صحیح بخاری 3666۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ابن الدغنہ اپنے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو لے کر آیا اور مکہ پہنچ کر کفار قریش کے تمام اشراف کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ ابو بکر جیسا نیک آدمی (اپنے وطن سے) نہیں نکل سکتا اور نہ اسے نکالا جا سکتا ہے۔ کیا تم ایسے شخص کو بھی نکال دو گے جو محتاجوں کے لیے کماتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، مجبوروں اور کمزوروں کا بوجھ اپنے سر پر لیتا ہے، مہمان نوازی کرتا ہے اور جو حادثوں میں حق بات کی مدد کرتا ہے؟! چنانچہ قریش نے ابن الدغنہ کی امان کو مان لیا۔ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امان دے دی۔ پھر ابن الدغنہ سے کہا کہ ابو بکر کو اس کی تاکید کر دینا کہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر ہی میں کر لیا کریں۔ وہاں جس طرح چاہیں نماز پڑھیں، اور قرآن کی تلاوت کریں، لیکن ہمیں ان چیزوں کی وجہ سے کوئی ایذا نہ دیں اور نہ اس کا اظہار کریں، کیونکہ ہمیں اس کا ڈر ہے کہ کہیں ہمارے بچے اور ہماری عورتیں فتنہ میں نہ پڑ جائیں۔ ابن الدغنہ نے یہ باتیں جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سنائیں تو آپ اپنے رب کی عبادت گھر کے اندر ہی کرنے لگے۔ نہ نماز میں کسی قسم کا اظہار کرتے اور نہ اپنے گھر کے سوا کسی دوسری جگہ تلاوت کرتے۔ پھر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کچھ دنوں بعد ایسا کیا کہ اپنے گھر کے سامنے نماز کے لیے ایک جگہ بنالی۔ اب آپ ظاہر ہو کر وہاں نماز پڑھنے لگے اور تلاوت قرآن کرنے لگے۔ پس پھر کیا تھا مشرکین کے بچوں اور ان کی عورتوں کا مجمع لگنے لگا۔ سب حیرت اور تعجب کی نگاہوں سے انہیں دیکھتے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بڑے ہی رونے والے تھے۔ جب قرآن پڑھنے لگتے تو آنسوؤں پر قابو نہ رہتا۔ اس صورت حال سے اکابر مشرکین قریش گھبرائے اور سب نے ابن الدغنہ کو بلا بھیجا۔ ابن الدغنہ ان کے پاس آیا تو ان سب نے کہا کہ ہم نے تو ابو بکر کو اس لیے امان دی تھی کہ وہ اپنے رب کی عبادت گھر کے اندر ہی کریں گے، لیکن وہ تو زیادتی پر اتر آئے اور گھر کے سامنے نماز پڑھنے کی ایک جگہ بنالی ہے۔ نماز بھی سب کے سامنے ہی پڑھنے لگے ہیں اور تلاوت بھی سب کے سامنے کرنے لگے ہیں۔ ڈر ہمیں اپنی اولاد اور عورتوں کا ہے کہ کہیں وہ فتنہ میں نہ پڑ جائیں۔ اس لیے اب تم ان کے پاس جاؤ اگر وہ اس پر تیار ہو جائیں کہ اپنے رب کی عبادت صرف اپنے گھر کے اندر ہی کریں، پھر تو کوئی بات نہیں، لیکن اگر انہیں اس سے انکار ہو تو تم ان سے کہو کہ وہ تمہاری امان تمہیں واپس کر دیں۔ کیونکہ ہمیں یہ پسند نہیں کہ تمہاری امان کو ہم توڑ دیں۔ لیکن ہم اس طرح انہیں اظہار اور اعلان بھی کرنے نہیں دیں گے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس کے بعد ابن الدغنہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کو معلوم ہے وہ شرط جس پر میرا آپ سے عہد ہوا تھا۔ اب یا تو آپ اس شرط کی حدود میں رہیں یا میری امان مجھے واپس کر دیں۔ کیونکہ یہ میں پسند نہیں کرتا کہ عرب کے کانوں تک یہ بات پہنچے کہ میں نے ایک شخص کو امان دی تھی لیکن وہ امان توڑ دی گئی۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

"فَإِنِّي أَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ وَأَرْضَى بِجِوَارِ اللهِ"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(میں تمہاری امان تمہیں واپس کرتا ہوں میں تو بس اپنے اللہ کی امان سے خوش ہوں)۔

رسول اللہ ﷺ ان دنوں مکہ ہی میں موجود تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تمہاری ہجرت کا مقام دکھلایا گیا ہے۔ میں نے ایک کھاری نمکین زمین دیکھی ہے۔ جہاں کھجور کے باغات ہیں اور وہ پتھریلے میدانوں کے درمیان میں ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کا اظہار فرمادیا تو جن مسلمانوں نے ہجرت کرنی چاہی وہ پہلے ہی مدینہ ہجرت کر کے چلے گئے۔ بلکہ بعض وہ صحابہ بھی جو حبشہ ہجرت کر کے چلے گئے تھے وہ بھی مدینہ آ گئے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہجرت کی تیاریاں کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا، جلدی نہ کرو، امید ہے کہ مجھے بھی جلد ہی اجازت مل جائے گی۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! کیا آپ کو اس کی امید ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ضرور! چنانچہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنے لگے، تاکہ آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت کریں۔ ان کے پاس دو اونٹ تھے، انہیں چار مہینے تک وہ ببول کے پتے کھلاتے رہے[15]۔

محمد بن الحنفیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

"أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ أَبُو بَكْرٍ"[16]

(رسول اللہ ﷺ کے بعد کون سب سے بہترین انسان ہے؟ فرمایا: ابو بکر)۔

اس سے ان لوگوں کی بھی تردید ہوتی ہے کہ جو کہتے ہیں کہ سیدنا علی اور دیگر خلفاء راشدین کے مابین باہمی رنجشیں تھیں۔

غرض پورے گھرانۂ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مسلمانوں پر بہت سے احسانات ہیں یہاں تک کہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعے کے نتیجے میں تیمم کی اجازت نازل ہوئی تو سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ"[17]

(یہ کوئی تمہاری وجہ سے ملنے والی پہلی برکت نہیں اے آل ابی بکر (یعنی تم لوگوں کے سبب سے ہمیں بہت سی برکات ملتی رہی

---

15 صحیح بخاری 3906 میں ہجرت کا مکمل واقعہ ملاحظہ کریں۔

16 صحیح بخاری 2/722۔

17 صحیح بخاری 334، صحیح مسلم 368۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں))۔

اسی طرح ہجرت کے موقع پر جسطرح پورے گھرانے نے ساتھ دیا۔

آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت پر بھی کس طرح ثابت قدم رہے جبکہ لوگ ڈگمگانے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے آیات قرآنی سے وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر استدلال فرمایا اور تاریخی الفاظ کہے کہ:

"أَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا ﷺ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ فَإِنَّ اللهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ"[18]

(خبردار تم میں سے جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو (وہ یہ جان لے کہ) بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو وفات پا چکے ہیں، البتہ جو کوئی اللہ تعالی کی عبادت کرتا تھا تو (وہ یہ جان لے کہ) بے شک اللہ تعالی ہمیشہ زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں آنی)۔

ہجرت سے قبل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات ایسے لوگوں کو خرید کر آزاد فرمایا کہ جنہیں اللہ کی راہ میں اذیتیں دی جاتی تھیں جو کہ یہ ہیں: سیدنا بلال بن ابی رباح، عامر بن فہیرہ، زنیرہ، نہدیہ اور ان کی بیٹی، بنی المؤمل کی لونڈی اور ام عبیس۔

اور آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پانچ ایسے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمان لائے جو کہ عشرۂ مبشرہ میں شامل ہیں جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں: سیدنا عثمان بن عفان، الزبیر بن العوام، طلحہ بن عبید اللہ، سعد بن ابی وقاص اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم۔

خلافت سنبھالنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے ثابت قدمی کے ساتھ مرتدین کے خلاف جہاد فرمایا اور مسیلمہ کذاب بھی دور صدیقی میں اپنے کیفر کردار کو پہنچا۔ اور یہ اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کی خاطر کیا گیا کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ امت کے سب سے بڑے عالم وخیر خواہ تھے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ"[19]

(میری امت پر میری امت میں سے سب سے زیادہ رحمدل ومہربان ابو بکر ہیں)۔

اسی طرح سے مانعین زکوۃ کے خلاف بھی آپ رضی اللہ عنہ نے جہاد فرمایا اور تاریخی الفاظ ادا فرمائے کہ:

---

[18] صحیح بخاری 3670۔

[19] صحیح ترمذی 3790۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ، وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا“[20]

(اللہ کی قسم! میں ضرور اس سے قتال کروں گا جو نماز اور زکوۃ میں تفریق کرنا چاہے، کیونکہ بلاشبہ زکوۃ مال (میں اللہ) کا حق ہے، اللہ کی قسم! اگر وہ چھ ماہ کا بکری کا بچہ بھی جو وہ رسول اللہ ﷺ کو (زکوۃ میں) دیا کرتے تھے مجھ سے روکیں گے تو میں اس پر بھی ان سے قتال کروں گا)۔

اس داخلی جنگ کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ نے لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کو ملک شام کی جانب روانہ کیا کہ جسے رسول اللہ ﷺ بھیجنا چاہتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے تمام تر خطرات کے باوجود خواہش رسول ﷺ کی تکمیل فرمائی۔

آپ رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہی قرآن کریم کو جمع کیا گیا جیسا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس کا حکم دیا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے زہد کا یہ عالم تھا کہ بعد از وفات آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے وراثت میں کوئی درہم و دینار نہ چھوڑا۔

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”لَمَّا احْتُضِرَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: يَا عَائِشَةُ، انْظُرِي اللِّقْحَةَ الَّتِي كُنَّا نَشْرَبُ مِنْ لَبَنِهَا، وَالْجِفْنَةَ الَّتِي كُنَّا نَصْطَبِحُ فِيهَا، وَالْقَطِيفَةَ الَّتِي كُنَّا نَلْبَسُهَا، فَإِنَّا كُنَّا نَنْتَفِعُ بِذَلِكَ حِينَ كُنَّا فِي أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ، فَإِذَا مِتُّ، فَارْدُدِيهِ إِلَى عُمَرَ، فَلَمَّا مَاتَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَرْسَلْتُ بِهِ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: رَضِيَ اللهُ عَنْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَقَدْ أَتْعَبْتَ مَنْ جَاءَ بَعْدَكَ“[21]

(جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا وقت قریب آیا تو فرمایا: اے عائشہ! دیکھو وہ اونٹنی جس کا ہم دودھ پیتے تھے، اور وہ برتن جس میں ہم کھاتے تھے، اور وہ کپڑے جو ہم پہنتے تھے، ہم ان تمام اشیاء سے اس وقت فائدہ اٹھاتے تھے جب ہم مسلمانوں کے امیر تھے، پس جب میں مر جاؤں انہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو لوٹا دینا۔ جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی موت واقع ہوئی تو (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں: میں نے یہ چیزیں امیر عمر رضی اللہ عنہ کو بھیج دیں۔ اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو بکر اللہ تعالی آپ سے راضی ہو، یقیناً آپ نے اپنے بعد میں

---

[20] صحیح بخاری 1400۔

[21] المعجم الکبیر للطبرانی 38۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

آنے والے کو (اس کے کندھے پر بھاری ذمہ داری ڈال کر) تھکا دیا)۔

آپ رضی اللہ عنہ تو منصب خلافت ملنے کے بعد بھی اپنے ہاتھ سے روزی کمانے کے لیے نکل کھڑے ہوئے تھے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں قائل کر کے اور تمام لوگوں کے اتفاق سے واپس بھیج دیا کہ آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے امور سیاست کی خبر گیری میں وقت صرف کریں بیت المال سے اتنا وظیفہ آپ لے لیں کہ جو امور خلافت کو نبھانے کے سلسلے میں کافی ہو۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جسے خراج ملا کرتا تھا تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کے خراج میں سے اس کے ساتھ کھالیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ کوئی شے لایا تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کھالیا۔ اس پر اس غلام نے کہا: کیا آپ جانتے ہیں یہ کیا تھا؟ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تھا؟ فرمایا: میں نے دور جاہلیت میں ایک شخص کے لیے کہانت کی تھی، مجھے کہانت آتی تو نہ تھی بس اسے دھوکہ ہی دیا تھا، پس وہ مجھے ملا اور مجھے اس کام کے لیے یہ دے دیا جس میں سے ابھی آپ نے کھایا ہے:

”فَأَدْخَلَ أَبُو بَكْرٍ يَدَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِي بَطْنِهِ“[22]

(یہ سن کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے حلق میں ہاتھ ڈال کر تے کر کے اپنے پیٹ سے سب کچھ نکال دیا)۔

وفات: آپ رضی اللہ عنہ کی وفات بروز پیر، جمادی الاولی، سن 13ھ میں ہوئی جس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔

آپ رضی اللہ عنہ کی سیرت، کارناموں و فضائل کا یہ محض مختصر سا بیان ہے ورنہ تو کتب اسلام و تاریخ اس سے بھری ہوئی ہیں۔

مختصر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ مَا خَلَا أَبَا بَكْرٍ، فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِيهِ اللهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ“[23]

(ہم پر جس کا بھی کوئی احسان تھا تو وہ ہم نے اس دنیا میں چکا دیا ہے سوائے ابو بکر کے، کیونکہ ان کے جو عظیم احسانات ہیں ان کا بدلہ تو اللہ تعالی ہی قیامت کے چکائے گا)۔

مختصر سیرت امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

---

[22] صحیح بخاری 2/755۔

[23] صحیح ترمذی 3661۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نام: عمر۔

نسب: عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب القرشی العدوی۔ آپ کا سلسلۂ نسب کعب بن لوی بن غالب پر جا کر رسول اللہ ﷺ سے جا ملتا ہے۔

کنیت: ابو حفص، یہ محض کنیت ہے لیکن آپ کا اس نام کے ساتھ کوئی بیٹا نہ تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ دور جاہلیت میں بھی اعلیٰ واشرف خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور معاشرے میں آپ کا بڑا مقام تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پڑھنا لکھنا بھی سیکھا تھا۔ اور کم عمری میں ہی سخت ماحول میں پرورش پائی کہ آپ اپنی بنی مخزومی خالاؤں کے اونٹ چرایا کرتے تھے۔ تجارت بھی کی اور مالدار بن گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو قریش جنگ وغیرہ میں اپنا سفیر بنا کر بھیجا کرتے تھے۔

لقب:

الفاروق (کیونکہ آپ نے مکہ میں اسلام کا کھلم کھلا اظہار فرمایا تھا پس اللہ تعالی نے ان کے ذریعے کفر وایمان میں فرق واضح فرما دیا تھا)۔

ولادت: عام الفیل کے تیرہ سال بعد آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی۔

ہیئت وصورت: آپ رضی اللہ عنہ گورے چٹے اور سرخی مائل تھے۔ رخسار، ناک اور آنکھیں خوبصورت تھیں۔ گوشت سے بھرے اعضاء، دراز قامت اور مضبوط جسم کے مالک تھے۔ سر کے آگے کے بال گرے ہوئے تھے۔ مہندی لگاتے۔ مونچھیں دونوں طرف بڑھی رہتی تھیں۔ تیز چلتے اور تیز بولتے۔

آپ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علماء سیرت وسوانح فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے نبوت کے چھٹے سال اسلام قبول فرمایا جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کی عمر چھبیس برس کی تھی۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عِنْدَ دَارِهِ، وَقَالُوا: صَبَا عُمَرُ وَأَنَا غُلَامٌ فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِي، فَجَاءَ رَجُلٌ عَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْ دِيبَاجٍ، فَقَالَ: قَدْ صَبَا عُمَرُ فَمَا ذَاكَ فَأَنَا لَهُ جَارٌ، قَالَ: فَرَأَيْتُ النَّاسَ تَصَدَّعُوا عَنْهُ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا ؟ قَالُوا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْعَاصِ بْنُ وَائِلٍ "[24]

(جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو لوگ ان کے گھر کے قریب جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ عمر صابی (بے دین) ہو گیا ہے۔ میں ان دنوں بچہ تھا اور اس وقت اپنے گھر کی چھت پر چڑھا ہوا تھا۔ اچانک ایک شخص آیا جو ریشم کی قباء پہنے ہوئے تھا، اس شخص نے لوگوں سے کہا ٹھیک ہے عمر بے دین ہو گیا لیکن یہ مجمع کیسا ہے؟ دیکھو میں عمر کو پناہ دے چکا ہوں۔ (سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ) میں نے دیکھا کہ اس کی یہ بات سنتے ہی لوگ الگ الگ ہو گئے۔ میں نے پوچھا یہ کون صاحب تھے؟ (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ یہ عاص بن وائل ہیں)۔

سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

"لَوْ رَأَيْتُنِي مُوثِقِي عُمَرُ عَلَى الْإِسْلَامِ أَنَا وَأُخْتُهُ وَمَا أَسْلَمَ وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا انْقَضَّ لِمَا صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ مَحْقُوقًا أَنْ يَنْقَضَّ "[25]

(ایک وقت تھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے تو مجھے اور اپنی بہن کو اس لیے باندھ رکھا تھا کہ ہم اسلام کیوں لائے اور آج تم نے جو کچھ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ برتاؤ کیا ہے اگر اس پر احد پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہیے)۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے تعلق سے مختلف واقعات تاریخ وسیر وروایات میں بیان ہوئے ہیں لیکن اکثر مشہور واقعات سنداً ضعیف ہیں۔ جیسے آپ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادے سے جانا پھر اپنے بہن بہنوئی کی مار پیٹ، سورۂ طہ پڑھنا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر ایمان لانا۔ البتہ یہ بات صحیح طور پر ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی دعاء فرمائی تھی:

"اللَّهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ: بِأَبِي جَهْلٍ، أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: وَكَانَ أَحَبَّهُمَا إِلَيْهِ

---

24 صحیح بخاری 3865۔

25 صحیح بخاری 3867۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

عُمَرُ"[26]

(اے اللہ! اسلام کو ان دو اشخاص میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہے اس کے ذریعے سے عزت دے: یا ابوجہل سے یا عمر بن خطاب سے۔ فرمایا: ان دونوں میں سے زیادہ محبوب عمر تھے)۔

آپ کے اسلام لانے سے واقعی مسلمانوں کو عزت ملی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ"[27]

(سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد ہم لوگ ہمیشہ عزت سے رہے)۔

آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ نبویہ علی الاعلان ہجرت فرمائی۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بہت سے کمزور مسلمانوں نے بھی ہجرت کی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر اور اس کے بعد کے تمام معرکوں میں بھرپور شرکت فرمائی۔

آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل:

آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل بے شمار ہیں:

اولین مہاجرین اور بدری صحابی ہیں۔ ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"إِنَّ اللهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ أَمْرٌ قَطُّ فَقَالُوا فِيهِ، وَقَالَ: فِيهِ عُمَرُ، أَوْ قَالَ: ابْنُ الْخَطَّابِ فِيهِ شَكَّ خَارِجَةُ إِلَّا نَزَلَ فِيهِ الْقُرْآنُ عَلَى نَحْوِ مَا قَالَ عُمَرُ"[28]

(بے شک اللہ تعالی نے عمر کی زبان اور دل میں حق کو رکھ دیا ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لوگوں کو کوئی معاملہ درپیش آتا اور وہ اس میں اپنی بات کرتے ساتھ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنی رائے دیتے (یا فرمایا: ابن الخطاب (راوی) خارجہ کو شک ہوا) الا یہ

---

26 صحیح ترمذی 3681۔

27 صحیح بخاری 3863۔

28 صحیح ترمذی 3682۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ قرآن کریم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق نازل ہوتا)۔

آپ رضی اللہ عنہ سسرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں آپ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کی موافقت میں کئی بار قرآن مجید کی آیات نازل ہوا کرتی تھیں، خود آپ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

"وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى؟ فَنَزَلَتْ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى سورة البقرة آية 125، وَآيَةُ الْحِجَابِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَوْ أَمَرْتَ نِسَاءَكَ أَنْ يَحْتَجِبْنَ فَإِنَّهُ يُكَلِّمُهُنَّ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، فَنَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ، وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُنَّ: عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ، أَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ"[29]

(تین باتوں میں میری اپنے رب سے موافقت ہوئی (یعنی میری تین باتوں میں جو میرے منہ سے نکلیں میرے رب نے ویسا ہی حکم فرمایا)۔ میں نے کہا تھا کہ یارسول اللہ! اگر ہم مقام ابراہیم کو مصلیٰ (نماز پڑھنے کی جگہ) بنا سکتے تو اچھا ہوتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: (اور تم مقام ابراہیم کو مصلیٰ بنالو)۔ دوسری آیت حجاب (پردے) کے بارے میں ہے۔ میں نے کہا تھا کہ یارسول اللہ! کاش آپ اپنی عورتوں کو پردے کا حکم دیتے، کیونکہ ان سے اچھے اور برے ہر طرح کے لوگ بات کرتے ہیں۔ اس پر پردے کی آیت نازل ہوئی اور ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں (اپنے مطالبات کے ذریعے) آپ کو غیرت دلانے کے لیے جمع ہوئیں۔ میں نے ان سے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالی تمہیں طلاق دلا دیں اور تمہارے بدلے تم سے بہتر مسلمہ (فرمانبردار) بیویاں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت کریں، تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ، أَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ﴾)۔

بدر کے قیدیوں کے قتل کیے جانے کے تعلق سے بھی آپ رضی اللہ عنہ کی موافقت میں، اور منافق عبد اللہ بن ابی بن سلول پر نماز جنازہ نہ پڑھنے کا کہنے پر، قرآن مجید نازل ہوا۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کئی مواقع پر آپ رضی اللہ عنہ کی رائے کی اپنی حدیث میں موافقت فرمائی۔

---

[29] صحیح بخاری 402۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

”قَدْ كَانَ يَكُونُ فِي الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدَّثُونَ، فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ، فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، مِنْهُمْ“[30]

(تم سے پہلے امتوں میں ”محدثون“ ہوتے تھے، اگر ان میں سے میری امت میں کوئی ہے، تو بے شک عمر بن خطاب ان میں سے ہیں)۔

امام ابن وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”محدثون کا معنی ہے جن پر الہام ہوتا ہے“۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ان کی زبان پر صواب بات جاری ہو جاتی ہے، اور اس میں کرامات اولیاء کا اثبات ہے“۔

کئی مواقع پر نبی اکرم ﷺ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ایمان کی گواہی دی مثلاً فرمایا:

”آمَنْتُ بِهِ أَنَا، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ“[31]

(اس اس بات پر میں اور ابو بکر اور عمر ایمان لائے۔۔۔)۔

اسی طرح سے آپ رضی اللہ عنہ کی قوت دینداری اور علم کی گواہی بھی دی:

”بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ، وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا دُونَ ذَلِكَ، وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ، قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: الدِّينَ“[32]

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں اور وہ قمیص

---

30 صحیح مسلم 2401۔

31 صحیح بخاری 2323 وغیرہ۔

32 صحیح بخاری 23، صحیح مسلم 2392۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پہنے ہوئے ہیں۔ کسی کی قمیص چھاتی تک ہے اور کسی کی اس سے نیچے ہے۔ (پھر) میرے سامنے عمر بن الخطاب لائے گئے۔ ان (کے بدن) پر (جو) قمیص تھی، اسے وہ گھسیٹ رہے تھے (یعنی ان کی قمیص زمین تک لٹکی ہوئی تھی)۔ صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: (اس سے) دین مراد ہے)۔

اور ایک دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

”بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ، أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِي أَظْفَارِي، ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: الْعِلْمَ“[33]

(میں سو رہا تھا (اسی حالت میں) مجھے دودھ کا ایک پیالہ دیا گیا۔ میں نے (خوب اچھی طرح) پی لیا حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ تازگی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا (دودھ) عمر بن الخطاب کو دے دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا آپ ﷺ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: علم)۔

آپ رضی اللہ عنہ عشرۂ مبشرہ (وہ دس خوش نصیب صحابہ جن کو نبی اکرم ﷺ کی زبانی دنیا میں ہی جنت کی بشارت دی گئی) میں شامل ہیں۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے جنت میں آپ رضی اللہ عنہ کا محل تک دیکھا[34]۔

آپ رضی اللہ عنہ ان خلفائے راشدین میں سے دوسرے ہیں کہ جن کی سنت کی پیروی کا خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس فرمان میں حکم فرمایا ہے:

”عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ مِنْ بَعْدِي تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ، وَكُلَّ ضَلاَلَةٍ فِي النَّارِ“[35]

(تمہیں چاہیے کہ میری سنت اور میرے بعد میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، اس سے تمسک اختیار کرو اور اسے جبڑوں کے ساتھ مضبوطی سے تھامے رہو، اور تم (دین میں) نئے نئے کاموں سے بچو، کیونکہ (دین میں) ہر نیا کام

---

33 صحیح بخاری 82، صحیح مسلم 2393۔

34 صحیح بخاری 3242، صحیح مسلم 2399۔

35 صحیح ترمذی 2676 وغیرہ۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی کا ٹھکانہ (جہنم کی) آگ ہے)۔

اور فرمایا:

”اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ“[36]

(میرے بعد ابو بکر و عمر کی اقتداء کرنا)۔

اور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے شہید کیے جانے کی گواہی دی چناچہ صحیح بخاری میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ احد پہاڑ پر چڑھ رہے تھے اور آپ کے ہمراہ سیدنا ابو بکر، عمر و عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے تو وہ ہلنے لگا، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

”اثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ“[37]

(اے احد تھم جا کیونکہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہداء ہیں)۔

آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد اس امت کے سب سے افضل ترین شخص ہیں۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ“[38]

(ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ہی لوگوں میں سے سب سے بہترین قرار دیتے تھے سیدنا ابو بکر کو، پھر عمر بن خطاب کو پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم کو)۔

آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی محبوب ترین شخصیات میں سے تھے جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا:

”أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: عَائِشَةُ، فَقُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ، فَقَالَ: أَبُوهَا، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ، قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ بْنُ

---

[36] صحیح ترمذی 3662۔

[37] صحیح بخاری 3675۔

[38] صحیح بخاری 3655۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْخَطَّابِ"[39]

(آپ ﷺ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا: عائشہ، پوچھا: مردوں میں سے؟ فرمایا: ان کے والد (ابو بکر)، پوچھا پھر کون؟ فرمایا: عمر بن خطاب)۔

حق بات کی نصرت میں شدت اختیار فرماتے کئی احادیث میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب کسی منافق کا ذکر ہو تا تو نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کرتے کہ مجھے اجازت دیں کہ اس منافق کی گردن اتار دوں۔

یہاں تک کہ شیطان بھی آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر راستہ بدل لیتا تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ"[40]

(اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر شیطان بھی کہیں راستے میں تم سے مل جائے، تو جھٹ وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے)۔

اپنی سختی کے باوجود:

"وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللهِ"[41]

(اللہ تعالی کی کتاب کے آگے فوراً رک جانے والے تھے)۔

جب خلیفہء رسول کے انتخاب پر اختلاف ہونے لگا تو اس وقت بھی آپ رضی اللہ عنہ نے ہی آگے بڑھ کر اسے ختم فرمایا اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت فرمائی۔ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو قرآن جمع کرنے کا مشورہ بھی دیا۔ اور مرتدین ومانعین زکوۃ کے خلاف جہاد میں آپ کے ساتھی رہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اس زمانے میں کائنات کے سب سے افضل ترین شخص سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد بطور خلیفہ نامزد فرمایا

---

39 صحیح بخاری 3662، صحیح مسلم 2387۔

40 صحیح بخاری 3294، صحیح مسلم 2400۔

41 صحیح بخاری 4642۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا۔

خلافت وکارنامے:

آپ رضی اللہ عنہ کو ہی سب سے پہلے "امیر المؤمنین" کا لقب دیا گیا۔ اور آپ ہی نے ہجری تاریخ کا آغاز ماہ محرم الحرام سے فرمایا۔

آپ رضی اللہ عنہ ایک عظیم عادل خلیفہ تھے کہ اپنے پرایے سب اس کی گواہی دیتے ہیں۔ اپنے محاسبے کے ساتھ ساتھ اپنے مقرر کردہ عاملین ووزراء وگورنروں تک کا کڑا محاسبہ فرماتے تھے۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر خود رعایا کی ضروریات کا خیال رکھا کرتے تھے۔ عدل وانصاف کا دامن کبھی بھی ہاتھ سے چھوٹنے نہ دیتے تھے چاہے اپنے قریبی تک کا معاملہ کیوں نہ ہو۔

آپ رضی اللہ عنہ کی قوی ومضبوط خلافت کی طرف اس حدیث میں بھی اشارہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"رَأَيْتُ النَّاسَ مُجْتَمِعِينَ فِي صَعِيدٍ فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي بَعْضِ نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهَا عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ بِيَدِهِ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا فِي النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّهُ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ"[42]

(میں نے (خواب میں) دیکھا کہ لوگ ایک میدان میں جمع ہو رہے ہیں۔ ان میں سے ابو بکر اٹھے اور ایک کنویں سے انہوں نے ایک یا دو ڈول پانی بھر کر نکالا، پانی نکالنے میں ان میں کچھ کمزوری معلوم ہوتی تھی اور اللہ ان کو بخشے۔ پھر وہ ڈول عمر نے سنبھالا۔ ان کے ہاتھ میں جاتے ہی وہ ایک بڑا ڈول ہو گیا میں نے لوگوں میں ان جیسا شہ زور پہلوان اور بہادر انسان ان کی طرح کام کرنے والا نہیں دیکھا (انہوں نے اتنے ڈول کھینچے) کہ لوگ اپنے اونٹوں کو بھی پلا پلا کر ان کے ٹھکانوں میں لے گئے)۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں وظائف کی تقسیم کا عمدہ نظام قائم کیا، دواوین (ریکارڈز) رکھنا شروع کیے، پولیس و قانون نافذ کرنے والوں کا نظام جاری فرمایا۔ اسی طرح سے ڈاکخانے کا نظام بھی آپ رضی اللہ عنہ کی ایجاد تھا۔ منظم فوجی نظام، ان کی بہترین نظم وضبط کے ساتھ تربیت اور ان کے حقوق و فرائض کا لحاظ رکھنے میں ایک مثالی حکمت عملی اختیار فرمائی۔

آپ رضی اللہ عنہ کے دور میں عظیم فتوحات ہوئیں۔ جن میں سے سب سے اہم بیت المقدس (ایلیاء) کی فتح تھی۔ اس کے علاوہ آپ کے دور میں دمشق، قادسیہ، شام، عراق، مشرقی علاقے، مصر، لیبیا، آذربیجان، جرجان، قندھار، کرمان، سجستان اور خراسان یہ سب دور فاروقی میں اسلامی سلطنت کا حصہ بنے۔ کسریٰ کو شکست ہوئی اور مجوسیت کی آگ بجھی۔

---

42 صحیح بخاری 3633، صحیح مسلم 2394۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ رضی اللہ عنہ اتنے عظیم خلیفہ اور آدھی دنیا پر حکومت کرنے کے باوجود زہد وورع سے سرشار زندگی بسر کرتے تھے۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"أَمَا وَاللهِ، مَا كَانَ بِأَقْدَمِنَا إِسْلَامًا وَلَا أَقْدَمِنَا هِجْرَةً وَلَكِنْ قَدْ عَرَفْتُ بِأَيِّ شَيْءٍ فَضَلَنَا؟ كَانَ أَزْهَدَنَا فِي الدُّنْيَا"[43]

(اللہ کی قسم! سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہم سے اسلام یا ہجرت میں مقدم نہ تھے، لیکن کیا تم یہ جان گئے کہ آپ رضی اللہ عنہ کس چیز میں ہم سے افضل تھے؟ آپ رضی اللہ عنہ ہمارے مقابلے میں سب سے زیادہ دنیا سے زاہد (دنیا سے بے رغبت) شخص تھے)۔

رافضہ کے جھوٹے پروپیگنڈے کے برعکس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اہل بیت رسول رضی اللہ عنہم سے خصوصی محبت فرماتے اور ان کے حقوق کا خاص خیال رکھتے۔ امہات المؤمنین کو ہر خیر میں سے ان کا حصہ سب سے پہلے پہنچاتے۔ اور اہل بیت کو بیت المال میں سے خصوصی اور ترجیحی حصے دیے جاتے۔ سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے محبت فرماتے اور خصوصی خیال رکھتے۔ بیت المقدس بھی جب روانہ ہوئے تو اپنا نائب پیچھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ہی مقرر فرما کر گئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں کے نام ابو بکر، عمر اور عثمان رکھے۔ بلکہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم جو کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھیں تک سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دی تھی۔

امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ لوگوں کے عقیدے کی اصلاح توحید کی حفاظت و شرک کی بیخ کنی کا بھی اہتمام فرماتے۔ آپ رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آکر اسے بوسہ دیتے اور فرماتے:

"إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ"[44]

(بے شک میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہی ہے نہ کوئی نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان، اگر میں نے نبی کریم ﷺ کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی نہ چومتا)۔

اسی طرح سے بیعت رضوان والے درخت کو کاٹنے کا واقعہ بھی مشہور ہے کہ کہیں لوگ اس کی خصوصی فضیلت سمجھتے ہوئے

---

[43] مصنف ابن ابی شیبہ 8/ 149۔

[44] صحیح بخاری 1597، صحیح مسلم 1270۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے تبرک لینا نہ شروع کر دیں۔ اور تمام جادوگروں اور جادوگرنیوں کو قتل کرنے کا فرمان جاری فرمایا۔ اور بعض لوگوں نے جب یہ کہا کہ ہمارے لشکر کے امیر جب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہیں تو پھر ہمیں ڈر کیسا ہمیں ہی فتح ملے گی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں امیری سے معزول کر کے عام سپاہی بنا دیا تاکہ لوگوں کے عقیدے اور اللہ پر توکل کی حفاظت ہو کہ نصرت صرف اللہ تعالی کی طرف سے آتی ہے۔

عبادات پر بھی بہت توجہ فرماتے بلکہ رمضان میں باجماعت قیام اللیل (نماز تراویح) کی سنت بھی آپ رضی اللہ عنہ ہی نے دوبارہ جاری فرمائی۔

تقویٰ اور خشیت الٰہی کا یہ عالم تھا کہ امام ابن القیم رحمہ اللہ "الجواب الکافی" میں فرماتے ہیں:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک بار زلزلہ آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا:

"یہ زلزلہ تمہاری کسی نئی بد عملی ہی کی وجہ سے آیا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر دوبارہ ایسا زلزلہ آیا تو میں تمہارے ساتھ ہرگز نہ رہوں گا"۔

شہادت:

آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے تعلق سے امام ابن ابی عاصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آپ رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت دس سال سات ماہ اور چار راتیں تھیں۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کی وفات 23ھ میں ہوئی۔ ابولؤلؤ مجوسی نے آپ رضی اللہ عنہ کو اس وقت وار کر کے غداری سے شہید کیا جب آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز فجر کی امامت کروا رہے تھے۔ جس خبیث کو صحابہ اور شیخین کے دشمن رافضہ "بابا شجاع" کہتے ہیں۔

نئے خلیفہ کے انتخاب لیے آپ رضی اللہ عنہ نے مجلس شوری عشرۂ مبشرہ میں سے چھ ارکان پر قائم کی تھی جنھوں نے متفقہ طور پر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا تھا۔ اور جس طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بیعت فرمائی تھی اسی طرح سے آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بھی بیعت فرمائی تھی جو کہ رافضہ کے عقیدے کا زبردست رد ہے کہ جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو وصی خلافت اور خلیفہ بلافصل کا حقدار سمجھتے ہیں اور اسی بنیاد پر صحابہ کرام اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم پر طعن و تشنیع کرتے ہیں۔

شعیوں کے غلط عقائد کے بر خلاف سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے رحم کی دعاء فرمایا کرتے تھے اور اللہ تعالی نے موت کے بعد بھی آپ کو اپنے ساتھیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پڑوس میں ہی جگہ نصیب فرمائی۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"إِنِّي لَوَاقِفٌ فِي قَوْمٍ فَدَعَوُا اللهَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدْ وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ إِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلَى مَنْكِبِي، يَقُولُ: رَحِمَكَ اللهُ إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، لِأَنِّي كَثِيرًا مَا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: كُنْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَفَعَلْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَانْطَلَقْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَهُمَا، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ"[45]

(میں ان لوگوں کے ساتھ کھڑا تھا جو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے دعائیں کر رہے تھے، اس وقت ان کا جنازہ چارپائی پر رکھا ہوا تھا، اتنے میں ایک صاحب نے میرے پیچھے سے آکر میرے شانوں پر اپنی کہنیاں رکھ دیں اور (عمر کے لیے) کہنے لگے اللہ آپ پر رحم کرے۔ مجھے تو یہی امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ (دفن) کرائے گا، میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے سنا کرتا تھا کہ میں اور ابو بکر اور عمر تھے، میں نے اور ابو بکر اور عمر نے یہ کام کیا، میں اور ابو بکر اور عمر گئے اس لیے مجھے یہی امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان ہی دونوں ہستیوں کے ساتھ رکھے گا۔ میں نے جو مڑ کر دیکھا تو وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے)۔

سیرتِ خلفائے راشدین سیدنا عثمان وعلی رضی اللہ عنہما

فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ کے خطبۂ جمعہ سے ماخوذ

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على نبينا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين، ورضي الله عن خلفائه الراشدين الأئمة المهدين أبي بكر وعمر وعثمان وعلي وعن الصحابة أجمعين.

بھائیو! السلام عليكم ورحمة الله وبركاته۔

یہ موضوع بلاشبہ بہت اہم موضوع ہے۔ خصوصاً خلفائے راشدین کے تعلق سے (خلفائے راشدین سمیت صحابہ کرام کے بارے میں) فرمان الٰہی ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا

---

45 صحیح بخاری 3677۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (الفتح:29)

(محمد اللہ کے رسول ہیں، اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں کافروں پر بہت سخت ہیں، آپس میں نہایت رحم دل ہیں، تم انہیں اس حال میں دیکھو گے کہ رکوع کرنے والے ہیں، سجدے کرنے والے ہیں، اپنے رب کے فضل اور اس کی رضا کے طالب ہیں، ان کی شناخت ان کے چہروں پر سجدے کرنے کے آثار ہیں، یہ ان کا وصف تورات میں ہے۔ اور انجیل میں ان کا وصف اس کھیتی کی طرح ہے جس نے اپنی کونپل نکالی، پھر اسے مضبوط کیا، پھر وہ موٹی ہوئی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی، کاشت کاروں کو خوش کرتی ہے، تاکہ وہ ان کے ذریعے کافروں کو غصہ دلائے، اللہ نے ان لوگوں سے جو ان میں سے ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے بڑی بخشش اور بہت بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے)

اور فرمایا:

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ (التوبۃ:100)

(اور مہاجرین اور انصار میں سے سابقین اولین لوگ اور وہ لوگ جنہوں نے بطور احسن ان کی اتباع کی، اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے، اور اس نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ ہمیش رہنے والے ہیں۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے)

بے شک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظیم فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالی نے انہیں اپنے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے لیے، ان سے تعلیم حاصل کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کے لیے چن لیا تھا۔ ان کی تعریف اللہ تعالی نے فرمائی اور اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ“[46]

(میرے صحابہ کو سب و شتم نہ کرو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی احد (پہاڑ) کے برابر

---

[46] البخاري المناقب (3470) ، مسلم فضائل الصحابة (2541) ، الترمذي المناقب (3861) ، أبو داود السنة (4658) ، ابن ماجه المقدمة (161) ، أحمد (55/3).

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سونا خرچ کرے تو بھی ان میں سے کسی کے مد یا نصف مد تک نہیں پہنچ سکتا)۔

اور صحابہ لفظ صحابی کی جمع ہے، اور صحابی کی یہ تعریف ہے:

"وهو من لقي النبي – صلى الله عليه وسلم – مؤمنًا به ومات على ذلك"

(ہر وہ شخص نے جس نے بحالتِ ایمان رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اور اسی ایمان کی حالت میں اس کی موت ہوئی)۔

یہ ہے صحابی کی تعریف۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب صحبت کی فضیلت میں شریک ہیں امت میں سے کوئی بھی اس میں ان کی برابری نہیں کر سکتا۔ لیکن ان کے آپس میں درجات ایک دوسرے سے زیادہ ہیں۔ پس ان میں سے سب سے افضل خلفائے راشدین ہیں پھر ان کے بعد بقیہ عشرۂ مبشرہ ہیں (خلفائے راشدین سمیت وہ دس خوش نصیب جنہیں نام لے کر دنیا میں جنت کی بشارت دی گئی)۔ ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرام کو آپس میں ایک دوسرے پر فضیلت حاصل ہے۔ اللہ تعالی نے جو کچھ انہوں نے عمل کیا یا اسلام و مسلمانوں کے لیے پیش کیا اس کے سبب سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے۔

خلفائے راشدین یہ ہیں: سیدنا ابو بکر، عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی خصوصی طور پر تعریف فرمائی ہے:

"عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ مِنْ بَعْدِي تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ، وَكُلَّ ضَلاَلَةٍ فِي النَّارِ"[47]

(تمہیں چاہیے کہ میری سنت اور میرے بعد میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، اس سے تمسک اختیار کرو اور اسے جبڑوں کے ساتھ مضبوطی سے تھامے رہو، اور تم (دین میں) نئے نئے کاموں سے بچو، کیونکہ (دین میں) ہر نیا کام بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی کا ٹھکانہ (جہنم کی) آگ ہے)۔

یہ ہیں خلفائے راشدین۔ جن میں سے سب سے افضل سیدنا ابو بکر ہیں، پھر سیدنا عمر ہیں، پھر سیدنا عثمان ہیں اور پھر سیدنا علی ہیں رضی اللہ عنہم اور اسی فضیلت کے اعتبار سے اسی ترتیب پر مسلمانوں کا اجماع ہے اگرچہ کچھ اختلاف سیدنا علی و عثمان رضی اللہ عنہما کے مابین افضلیت کے تعلق سے ہوا ہے کہ کون ان میں سے زیادہ افضل ہے؟ لیکن راجح بات یہی ہے کہ بہت ساری وجوہات کی بنا پر سیدنا عثمان ہی افضل ہیں رضی اللہ عنہ۔ جبکہ خلافت کے معاملے میں بلاشبہ ان کی یہی ترتیب رہی ہے کہ سیدنا ابو بکر پھر سیدنا عمر پھر سیدنا عثمان اور پھر

---

47 صحیح ترمذی 2676 وغیرہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی رضی اللہ عنہ۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جو کوئی ان میں سے کسی کی بھی خلافت پر طعن کرتا ہے تو وہ اپنے گھر کے گدھے سے بڑھ کر احمق و گیا گزرا ہے۔ کیونکہ ان کی خلافت میں اس ترتیب پر مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے۔ کسی کو بھی اس ترتیب پر شک نہیں کہ جس پر صحابہ کرام کا بھی اجماع ہوا اور جو اس امت میں ان کے بعد آئے ان کا بھی“۔

خلیفۂ راشد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

آپ سیدنا عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی الاموی رضی اللہ عنہ ہیں۔ قدیم اسلام لے کر آئے اور آپ کا شمار سابقین اولین میں ہوتا ہے۔ یعنی اسلام لانے میں سبقت لے جانے والے۔ آپ قدیم وقت سے مسلمان ہو گئے تھے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ نے دو ہجرتیں فرمائی۔ حبشہ کی طرف جب مشرکین نے مکہ میں ان پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حبشہ کی جانب ہجرت کی اجازت مرحمت فرمائی کہ وہ اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس چلے جائیں، جو کہ ایسے بادشاہ تھے کہ ان کے سامنے کوئی کسی پر ظلم نہیں کر سکتا تھا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا۔ پس وہ اپنے دین کو بچاتے ہوئے اپنی بیویوں اور اہل وعیال کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ بعد ازیں آپ نے مہاجرین کے ساتھ مدینہ بھی دوسری ہجرت فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیاں آپ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیں جن دونوں کی آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ہی وفات ہو گئی۔ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لو كان لي ابنة ثالثة لزوجتك إياها“

(اگر میری تیسری بھی کوئی بیٹی ہوتی تو میں وہ بھی ضرور آپ کے نکاح میں دے دیتا)۔

اسی لیے آپ رضی اللہ عنہ کو ”ذوالنورین“ (دو نور والے) کہا جاتا تھا کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں سے نکاح فرمایا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر قلتِ سروسامانی کے شکار لشکر اسلام کو تیار کیا، کہ جب مسلمانوں کو اشد ضرورت تھی کہ کوئی انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کے لیے سامان سے لیس کرے۔ چناچہ آپ رضی اللہ عنہ نے تین سو اونٹ بمع سازوسامان اور اس کے علاوہ بہت کچھ اپنے ذاتی مال میں سے دیا۔ اور اس غزوہ کے لیے ہزار سونے کے دینار لا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں رکھ دیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں الٹ پلٹ رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”ما ضر عثمان ما فعل بعد الیوم“[48]

(سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو نقصان نہ ہو گا اگر وہ آج کے بعد کوئی عمل بھی نہ کرے)۔

جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قتل ہوا، جنہیں مجوسی ابولؤلؤۃ المجوسی نے دھوکے بازی سے شہید کیا جبکہ آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو نماز فجر پڑھا رہے تھے۔ اس موقع پر جب آپ رضی اللہ عنہ کو وفات کا خدشہ محسوس ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: اے امیر المؤمنین آپ عشرۂ مبشرہ میں سے بقیہ چھ کے بارے میں عہد ووصیت کر دیں۔ عہد لیں ان سے کہ وہ آپ کے بعد مسلمانوں کا خلیفہ انہی میں سے منتخب کرلیں۔ جو یہ ہیں: سیدنا عثمان، علی، طلحہ، الزبیر، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم ان چھ[49] نے آپس میں مشورہ کیا کہ کس کو خلافت کی ذمہ داری دی جائے، پس باہمی مشورے سے سب نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اختیار فرمایا کیونکہ وہ ان میں سے سب سے افضل تھے۔ پس ان سب نے ان کی خلافت پر بیعت فرمائی اور ان کے بعد تمام مسلمانوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت میں ان کی متابعت کی۔ چناچہ آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت ان چھ اصحابِ شوریٰ کی مشاورت سے تھی۔ ان اہل حل وحقد کی جانب سے بقیہ امت کی بیعت ہوئی پس سب نے ان کی بیعت کی رضی اللہ عنہ۔ آخر کار آپ کی بیعت تکمیل کو پہنچی اور آپ مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ بن گئے، اور آپ رضی اللہ عنہ بھی سابقہ صحابہ کرام کی سیرت پر گامزن رہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے ہے کہ آپ نے تمام مسلمانوں کو ایک مصحف پر جمع فرمادیا جو کہ مصحف عثمانی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف ملکوں میں پھیل گئے اور ہر ایک کے پاس ایک مصحف تھا جو اس نے خاص اپنے لیے لکھا تھا اور وہ اپنی قرأتوں میں مختلف تھے۔ ہر کوئی اس طرح قرأت کرتا جو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت لی ہوتی۔ ان کے مابین قرأت میں اختلاف ہوا۔ چناچہ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام کے مابین قرآن مجید کی قرأت میں اور جو مصاحف ان کے پاس تھے ان میں اس اختلاف کا ادراک ہوا۔ پس انہیں امت کے تعلق سے خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں وہ قرآن کریم میں اختلاف نہ کرنے لگیں۔ لہٰذا وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کی:

”امت کو بچا لیجئے قبل اس کے کہ وہ یہود ونصاریٰ کی طرح اختلاف کرنے لگیں“۔

چناچہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سب کو ایک مصحف پر جمع فرمادیا جو کہ اس دہرائی کے مطابق تھا جو آخری بار جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کی تھی جو کہ اس لغت قریش میں تھا کہ جس میں قرآن کریم نازل ہوا۔ اور آپ نے سیدنا زید بن ثابت اور

---

48 صحیح ترمذی 3701 کے الفاظ ہیں: ”مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ“۔

49 شیخ نے پانچ نام ذکر فرمائے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

توحید خالص
TAWHEED E KHAALIS.com

ثقات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کی یہ ذمہ داری لگائی اور انہوں نے موجود رسم الخط کے مطابق مصحف عثمانی لکھا۔ باقی ماندہ مصاحف کے بارے میں حکم دیا کہ انہیں جلا دیا جائے اور بس یہی مصحف رہنے دیا جو کہ آج تک اور جب تک اللہ تعالی چاہے گا مسلمانوں کا مصحف ہے۔ پس آپ رضی اللہ عنہ نے پوری امت کو ایک مصحف پر جمع فرمادیا اس خدشہ سے کہ کہیں یہ امت تفرقہ کا شکار نہ ہو جائے۔ لہذا یہ آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے اور عظیم منصوبوں میں سے ایک ہے۔

یہ تھے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعض مناقب۔ آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو اچھی طرح سے لے کر چلے۔ آپ کے عہد میں مملکت اسلامیہ میں توسیع ہوئی، فتوحات کا سلسلہ رہا اور مال کی فراوانی ہوئی۔ اس بات نے یہودیوں کو غیض وغضب سے بھر دیا، یہود کو اسلام کا پھیلاؤ غیض میں مبتلا کرتا رہا:

﴿يُرِيدُونَ لِيُطْفِـُٔوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾ (الصف:8)

(وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ (کی پھونکوں) کے ساتھ بجھادیں اور اللہ تو اپنے نور کو ضرور پورا کرنے والا ہے، اگرچہ کافر لوگ ناپسند کریں)

انہی میں سے ایک عبداللہ بن سباء یہودی مسلمانوں کے اندر گھس گیا اور دھوکہ دینے کے لیے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مدینہ پہنچ گیا۔ اور لوگوں میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق شکوک وشبہات ابھارنا اور ان کی عیب جوئی کرنا شروع کر دی۔ جب (حکومت تک) اس کی خبر پہنچی تو وہ بھاگ کر کسی دوسرے شہر چلا گیا۔ مگر وہ اپنی اس فاسد رائے کا پرچار کرتا رہا، اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت اور ان کے تصرفات کے تعلق سے شکوک وشبہات ابھارتا رہا اور مسلمانوں کو ان کے خلاف برانگیختہ کرتا رہا۔ اس کے ارد گرد جاہلوں اور حاسدوں میں سے کچھ کم سن قسم کے اہل فتنہ لوگ جمع ہوگئے۔ پھر یہ لوگ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جو کہ ظاہراً ان امور کے تعلق سے ان سے مذاکرات کرنا چاہتے تھے جس بارے میں ان پر تنقید کی جاتی تھی۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کرلیا کیونکہ وہ مذاکرات چاہتے تھے یعنی یہ ان کا ظاہر حال تھا۔ لیکن انہوں نے اس کے پس پردہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کو چھپا رکھا تھا۔ چناچہ ایک رات وہ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کی دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوگئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ بطور شہید قتل ہوئے اور اس فتنے پر صبر کیا اور اپنے رب سے راضیاً مرضیاً شهيداً في سبيل الله ملاقات کی۔ اللہ تعالی نے جو کچھ اس کے پاس ہے اس کے لیے انہیں منتخب فرمالیا۔ پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے قتل اور اس فتنے کی پیشنگوئی فرمادی تھی جب آپ رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دی تھی۔ تو ان سے فرمایا تھا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"عَلَى بَلْوَى تُصِيبُكَ"[50]

(اس آزمائش پر جو تمہیں پہنچی گی)۔

آپ ﷺ نے انہیں خبر دی کہ عنقریب وہ آزمائش میں مبتلا کیے جائیں گے لہذا وہی ہوا جس کی خبر آپ ﷺ نے دی تھی، پس آپ رضی اللہ عنہ کو دھوکے بازی سے شہید کر دیا گیا یعنی اس وقت شہید کیا گیا جب کہ مسلمان حج پر گئے ہوئے تھے انہوں نے جان بوجھ کر یہ وقت اختیار کیا کہ جب سب مسلمان حج پر گئے ہوئے تھے تا کہ امیر المؤمنین کے ساتھ پیٹھ پیچھے یہ غداری کر سکیں۔ اللہ تعالی کی قضاء وقدر نافذ ہوئی اور اللہ تعالی نے انہیں اپنی راہ میں شہادت کے لیے چن لیا۔ اور مسلمان بنا خلیفہ کے باقی رہ گئے۔ لوگ چاہتے تھے کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد منصب خلافت پر آجائیں لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس سے فرار اختیار کیا اور اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ پس لوگوں نے بہت الحاح وزاری کی اور بعض کبار صحابہ نے بھی جب انہوں نے دیکھا کہ خلیفہ کو قتل کر دیا گیا ہے اور اس امر کا تدارک جلد از جلد ضروری ہے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اشارہ دیا کہ آپ اس امر کا ضرور التزام کریں تا کہ مسلمانوں کو اس فتنے سے بچا سکیں۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے بیعت کو قبول فرمالیا۔ چناچہ سب نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور آپ خلفائے راشدین میں سے آخری خلیفۂ راشد بن گئے۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے دو مشکلات باقی رہ گئیں:

پہلی مشکل: جو لوگ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون بہا کا مطالبہ کر رہے تھے اور قاتلین سے قصاص طلب کر رہے تھے۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ: ان لوگوں کے قبائل ہیں اور بہت سے لوگ پیروکار ہیں، وہ اس پر قادر نہیں یعنی قصاص کے بارے میں پیش قدمی کرنے پر کیونکہ ان کے پس پشت بہت سے قبائل و پیروکار ہیں۔ پس جو ہونا تھا وہ ہوا کہ ان کے اور اہل شام کے درمیان سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جو کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون بہا اور قصاص کا مطالبہ کر رہے تھے۔ پس سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی قیادت میں اہل شام کے مابین واقعۂ صفین رونما ہوا۔ ان کا ارادہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر طعن کرنا نہیں تھا۔ لیکن وہ ان ان ظالموں سے قصاص چاہتے تھے جنہوں نے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا۔ یہ تھی اصل بات۔ بس پھر ان کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی یعنی اہل شام اور جیش علی رضی اللہ عنہ کے مابین۔ اور آخر کار غلبہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا۔ جس پر اہل شام نے اپنے نیزوں پر مصاحف اٹھالیے اور ان کے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مابین تحکیم کا مطالبہ کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے بھانپ لیا کہ یہ فریب کاری ہے لہذا اسے قبول نہ کیا۔ لیکن ان کے جیش میں بعض ایسے تھے جو اس فریب میں آگئے اور

---

50 صحیح بخاری 3674۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو تحکیم کے قول پر مجبور کرنے لگے۔ پس تحکیم کا حصول ہوا اور وہاں سے پھر خوارج کا ظہور ہوا۔

دوسری مشکل: یہی خوارج کی مشکل تھی جنہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تکفیر کر ڈالی اور کہا انہوں نے انسانوں کو اپنے مابین حَکَم بنایا جبکہ اللہ جل وعلا کا فرمان ہے کہ:

﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ (یوسف:40)

(حکم تو صرف اللہ تعالی کا ہے)

اور آپ رضی اللہ عنہ نے آدمیوں کو حَکَم بنایا۔ چناچہ انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تکفیر کی اور ان کے خلاف خروج کر کے ان کی اطاعت سے باہر نکل گئے اور وہ خوارج کہلائے۔ اور ان کی ایک بہت بڑی تعداد ایک جگہ جمع ہو گئی تھی جسے حرورا کہا جاتا ہے اس لیے انہیں حروری بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ جس جگہ جمع ہوئے اس کا نام حرورا تھا جہاں یہ لوگ امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف قتال کرنے کی غرض سے جمع ہوئے تھے۔ حالانکہ یہ تمام لوگوں سے بڑھ کر عبادت گزار، تلاوت کرنے والے اور روزے رکھنے والے تھے، لیکن یہ امور دین سے جاہل تھے اور انہوں نے علماء سے علم حاصل نہیں کیا تھا۔ بلکہ انہوں نے اپنے آپ سے یا ایک دوسرے سے ہی علم اخذ کیا تھا۔ پس ان کے تشدد و جہل نے انہیں امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کرنے اور اطاعت سے باہر ہو کر حکومت کے خلاف بغاوت کرنے پر ابھارا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی چچازاد بھائی "حبر الامۃ" سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بطور نمائندہ بنا کر ان کے پاس بھیجا، جنہوں نے ان سے مناظرہ فرمایا۔ اور ان کے شبہات کا جواب دیا جس کی وجہ سے ان کی ایک بہت بڑی تعداد نے رجوع کر لیا لیکن ایک بڑی تعداد قتال پر اور اپنی ڈگر پر مصر رہی۔ اس صورتحال میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف واقعۂ نہروان میں قتال فرمایا اور انہیں اللہ تعالی نے ان پر نصرت عطاء فرمائی۔ ان کی ایک بہت بڑی تعداد قتل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی مقتل خوارج کی خبر دی تھی اور یہ بھی کہ جو انہیں قتل کرے اس کے لیے جنت ہے۔ اور جب معرکہ ختم ہوا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی خبر کے مطابق خاص صفت کے شخص کو تلاش کروایا کہ جس کا (کٹا ہوا ہاتھ) عورت کے پستان کی طرح تھا۔ چناچہ اس صفت کے شخص کو مقتولین میں تلاش کیا گیا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا آخر کار وہ مل گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حق میں بشارت متحقق ہو گئی کہ آپ ہی اس گمراہ و باغی اور خارجی گروہ کو قتل کریں گے اور یہ آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے ہے۔

خلیفۂ راشد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

آپ علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کے پاس پرورش پائی کیونکہ ابو طالب غریب تھے تو نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنے گھر والوں کے ساتھ ملا لیا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی پرورش فرمائی۔ پس آپ نے گھرانۂ نبوت میں پرورش پائی جو کہ آپ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں سے ہے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کم عمر اشخاص میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والے تھے۔ اور آزاد مردوں میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ اور غلاموں میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ تھے۔ جبکہ عورتوں میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والیں سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا زوجۂ رسول ﷺ تھیں۔

الغرض کم سنوں میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والے سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بیت رسول ﷺ میں پرورش پائی۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ رضی اللہ عنہا کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیا۔ جن کے بطن سے سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے جو کہ جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں رضی اللہ عنہم۔

اور آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفۂ راشد ہیں۔ آپ کے فضائل میں سے ہے کہ آپ انتہائی بہادر مجاہدین فی سبیل اللہ میں سے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے شانہ بشانہ تمام معرکوں میں حصہ لیا سوائے غزوۂ تبوک کے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں مدینہ میں اپنے اہل وعیال کی نگرانی کے لیے پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ ورنہ تو آپ رضی اللہ عنہ تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ بہت نڈر، شجاع، شہسوار وطاقتور تھے، آپ رضی اللہ عنہ کے معیت رسول ﷺ میں لڑے گئے معرکوں میں کارنامے معروف ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دنگل (one on one) مقابلہ بھی فرمایا جب مشرکین نے سیدنا حمزہ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ بدر کے موقع پر دنگل لڑی۔ انہوں نے مشرکین کے شہسواروں کے ساتھ دنگل لڑی اور اللہ تعالی نے انہیں ان پر نصرت عطا فرمائی۔

اسی طرح سے غزوۂ خیبر کے موقع پر جب مسلمانوں پر حصار کیے رکھنا طول پکڑ گیا اور اس سے انہیں مشقت ہونے لگی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لأعطين الراية غدا يحب الله ورسوله، ويحبه الله ورسوله، يفتح الله على يديه"[51]

(کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا کہ جو اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہو گا، اور اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ بھی اس سے محبت کرتے ہوں گے، اللہ تعالی اس کے ہاتھ پر فتح دے گا)۔

---

51 صحیح بخاری 4210 کے الفاظ: "لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ عظیم بشارتیں ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس حال میں صبح کی کہ سب ان بشارتوں کو پانے کی تمنا رکھتے تھے کہ یہ کسے ملیں گی۔ سب نے بے نیند سی رات گزاری کہ کل کس کو جھنڈا نصیب ہوگا، تاکہ اسے یہ عظیم فضائل حاصل ہو جائیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں نے اس رات کے علاوہ کبھی امارت کی تمنا نہیں کی"۔ جس سے آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ان بشارتوں اور ان عظیم اوصاف کا حصول چاہتے تھے۔

جب صبح ہوئی تو سب جلدی سے سویرے سویرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ ہر کسی کی خواہش تھی کہ اسے یہ جھنڈا نصیب ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ فرمایا: ان کی آنکھوں میں مٹی پڑ جانے کی وجہ سے تکلیف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا۔ انہیں لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا پاک طیب وکریم لعاب دہن ڈالا پس ان کی آنکھیں ایسی ٹھیک ہو گئیں گویا کہ ان میں کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جھنڈا اعطاء فرمایا اور فرمایا:

"انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللهِ فِيهِ، فَوَاللهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ"[52]

(اطمینان سے کوچ کرو، یہاں تک کہ دشمنوں کی زمین پر اتر جاؤ (پہنچ جاؤ)، پھر انہیں اسلام کی دعوت دینا اور انہیں اللہ کے ان حقوق سے آگاہ کرنا جو ان پر عائد ہوتے ہیں۔ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاتھوں کسی ایک آدمی کو بھی راہ ہدایت دکھا دی تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے کہیں بہتر ہے)۔

پس سیدنا علی رضی اللہ عنہ علَم برداری کے ساتھ مسلمانوں کو لے کر چلے اور خیبر میں یہودیوں کے قلعے کا محاصرہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں فتح نصیب فرمائی اور مسلمانوں کو یہودیوں پر نصرت عطا ہوئی، آخر کار خیبر آپ کے ہاتھوں فتح کر لیا گیا۔ چنانچہ فتح خیبر امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ہونا ان کے عظیم ترین فضائل میں سے ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ رضی اللہ عنہ کے لیے عظیم بشارتوں میں سے ہے۔

جہاں تک آپ رضی اللہ عنہ کے خاتمے کا تعلق ہے تو وہ خوارج کہ جن کے آباء واخوان نہروان میں قتل ہوئے تھے انہوں نے ان کے

---

52 صحیح بخاری 3701، صحیح مسلم 2409۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خون کا بدلہ لینے کی ٹھانی۔ پس انہیں تین افراد کے قتل کی ذمہ داری سونپی گئی سیدنا علی، معاویہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کہ انہیں فجر کی نماز کے وقت قتل کیا جائے۔ اور ان میں سے ہر ایک کے لیے ایک خارجی کو مقرر کیا گیا۔ چناچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اللہ تعالی کی قضاء وقدر نافذ ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ کو خارجی عبدالرحمن بن ملجم نے شہید کر دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نماز فجر کے لیے مسجد آرہے تھے تو وہ پہلے ہی چھپا بیٹھا تھا پس اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر کاری ضرب لگائی جس پر آپ رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہو گئے اور بعد ازیں اسی وجہ سے ان خارجیوں کے ہاتھوں شہادت کا جام نوش فرمایا۔ یہ خوارج پہلے پہل تو خود آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے پھر بعد میں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ ہی کے خلاف خروج کیا اور آخر کار شہید کر دیا۔

جبکہ جو شخص سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے قتل کے لیے گیا تھا تو اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو زخمی تو کر دیا تھا مگر وہ جان لیوا ثابت نہ ہوا اور اللہ تعالی نے آپ رضی اللہ عنہ کو اس زخم سے شفاء عطا فرمائی۔

اور جہاں تک سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے تو جس رات انہیں قتل کرنا قرار پایا تھا اسی رات انہوں نے اپنی جگہ سیدنا خارجہ (بن حذافہ) رضی اللہ عنہ کو نماز کی امامت کے لیے کہا، لہذا خارجی نے غلطی سے انہیں ہی قتل کر دیا جبکہ خارجہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو نماز کی امامت کروا رہے تھے۔

یہ قصہ تھا سیدنا امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خاتمے اور اللہ تعالی کی راہ میں شہید ہونے کا راضياً مرضياً وفياً لدينه ولأمته رضي الله تعالى عنه وأرضاه۔

پس یہ دونوں خلفاء سیدنا عثمان وعلی رضی اللہ عنہما دونوں ہی شہید کیے گئے۔ یہ (عثمان) شیعہ کے ذریعے اور ان خوارج کے ہاتھوں شہید ہوئے کہ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر کے آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔ یعنی شیعہ عبداللہ بن سباء کے حکم پر جو کہ یہودی تھا جس نے بظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا۔ شیعیت دراصل یہودیوں کی ایک دسیسہ کاری کا نام ہے۔ اور مجوسی دسیسہ کاری کا بھی۔ کیونکہ شیعہ دو اقسام میں تقسیم ہوتے ہیں ایک شیعہ جو یہود کی طرف سے ہیں اور دوسرے جو مجوس کی طرف سے ہیں۔ دونوں کا مقصد اسلام اور مسلمانوں سے نفرت وحسد اور اسلام کا خاتمہ ہے۔ لیکن اللہ تعالی اپنے نور کو ضرور پورا کر کے رہتا ہے۔ اللہ تعالی تا قیام قیامت اپنے دین کا ناصر ہے اگرچہ یہ لوگ کتنی ہی کوششیں کرتے رہیں اسلام پھر بھی پھیلے گا، بڑھے گا اور لوگ اس میں جوک در جوک داخل ہوتے رہیں گے، اگرچہ یہود ونصاریٰ ومجوس اور تمام کفار کتنی ہی سر توڑ کوششیں کرتے رہیں۔ الحمدللہ اسلام دلوں تک اپنی راہ بنالیتا ہے۔ اب تک لوگوں کی ایک بڑی تعداد اسلام قبول کر رہی ہے کہ جو کسی مال یا ریاست کی چاہت میں اسلام نہیں لاتے بلکہ وہ اسلام کو اپنی پسند سے اختیار کرتے ہیں۔ کیونکہ اسلام ان کے دل جیت لیتا ہے پس وہ بھرپور رغبت، اطاعت کے جذبے سے سرشار اور اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اسے اپنے سینے سے لگالیتے ہیں۔ الحمدللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس دین کی خیر وبرکت باقی ہے اگرچہ مشرکین اس کے لیے کتنی ہی سازشیں رچاتے رہیں۔

یہ تینوں خلفاء راشدین سب کے سب شہید کیے گئے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مجوس کے ہاتھوں شہید ہوئے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ خوارج کے ہاتھوں شہید ہوئے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی انہی خوارج کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ اگرچہ یہ تینوں قتل ہوئے لیکن اسلام تو قتل نہ ہوا۔ الحمدللہ اسلام تو باقی ہے۔ بس یہ جو ہوا تو اللہ تعالی کا ارادہ تھا کہ ان کی مرتبۂ شہادت کے ساتھ عزت افزائی فرمائے۔ پس یہ اپنے رب سے جاملے، اللہ تعالی کے فضل واحسان پر اسی کی تعریف ہے۔ ان خلفاء کا ذکر خیر، ان کے لیے دعاء اور ان کے لیے رضی اللہ عنہم کہنا تاقیام قیامت ختم نہ ہو گا۔ کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں اور ان کے وہ خلفاء ہیں کہ جن کی سنت کی اقتداء کرنے کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی ہے۔ پس ان کا ذکر خیر، ان کے لیے دعاء اور جب بھی ان کا ذکر ہو گا ان کے لیے رضی اللہ عنہم کہا جانا تاقیام قیامت باقی رہے گا۔

تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لیے ہیں۔ اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ وہ اپنے دین کی نصرت فرمائے، اپنے کلمے کو بلند فرمائے، اور اس کے دشمنان کو شکست دے۔وصلی وسلم علی نبینا محمد وعلی آله وأهله وأصحابه أجمعين۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

تصدیق نامہ

مندرجہ بالا مواد توحیدِ خالص ڈاٹ کام کی جانب سے نظر ثانی کیا گیا ہے اور ہمارے علم کے مطابق اس میں کتاب وسنت اور فہم سلف صالحین کے مخالف کوئی بات مندرج نہیں۔ آپ اگر ٹائپنگ وغیرہ میں کوئی بھی غلطی محسوس کریں تو ضرور مطلع فرمائیں۔ اسی طرح سے اگر ترجمے میں کسی بھی قسم کی غلطی، تضاد، نقص یا ابہام پائیں، یا پھر اصل عربی متن کے مقتضی کے خلاف کوئی اور معنی ومفہوم بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہو، یا پھر تیار کردہ مواد میں کوئی بھی بات قرآن وسنت اور فہم سلف صالحین کے خلاف ہو تو ضرور ہمیں مطلع فرمائیں info@tawheedekhaalis.com اور براہ مہربانی غلطی کی نشاندہی مکمل حوالے کے ساتھ کی جائے تاکہ فوری اصلاح ممکن ہو۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ہم میں سے کوئی آپ کے دینی مسائل کا جواب یا فتویٰ دینے کا مجاز نہیں بلکہ اس سلسلے میں علماء کرام سے براہ راست رابطہ کیا جائے۔ البتہ اگر آپ کے پاس کوئی مفید تجاویز ہوں تو ہم اس پر ضرور غور کریں گے۔